مشرقِ وسطیٰ

عرب ناظرین کے لیے نئے مسیحی ٹیلی وژن پروگرام

کرسچیئنٹی ٹوڈے (۱۲ اگست ۱۹۹۶ء) کی اطلاع کے مطابق اب مشرقِ وسطیٰ کی عرب مسیحی آبادی کو اپنی زبان میں مذہبی ٹیلی وژن پروگرام دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ یہ پروگرام اُن کے لیے ایک نشریاتی ادارہ قبرص سے نشر کر رہا ہے۔ فی الحال یہ پروگرام صرف جمعہ کو دو گھنٹے کے لیے ہوتے ہیں، مگر آئندہ سال سے یہ پروگرام دو گھنٹے روزانہ کے حساب سے نشر ہوں گے۔ یہ بات نشریاتی ادارے کے پروگرام میں شامل ہے کہ رواں صدی کے خاتمے تک وہ اس خطّے کے لیے ۲۴ گھنٹے کی نشریات تیار کر سکے گا۔ یہ نشریات نہ صرف عرب ناظرین کے لیے ہوں گی، بلکہ فارسی، کردش اور ترکی زبانیں بولنے والے بھی اِن سے استفادہ کر سکیں گے۔

نشریات جس خطّے میں دیکھی جا رہی ہیں، وہاں ۹۰ فیصد سے زیادہ افراد کے پاس اپنے ٹیلی وژن سیٹ موجود ہیں۔ آبادی کی اکثریت ان پڑھ ہے اور خیال کیا جاتا ہے کہ رواں صدی کے خاتمے تک آبادی کے بہت بڑے حصے کو ان پروگراموں تک رسائی حاصل ہو گی۔ خلیجی جنگ کے بعد ٹیلی وژن سیٹوں کی فروخت میں بے پناہ اضافہ ہو گیا تھا، اور آج اکثر لوگوں کے پاس یہ سہولت موجود ہے۔

اس نئے نشریاتی ادارے کے اخراجات یورپ کی ۲۵ مسیحی تنظیموں اور کلیسیاؤں نے برداشت کیے ہیں۔ پہلے سال کا بجٹ ساڑھے ۷ لاکھ ڈالر ہے جو اگلے سال بڑھ کر ۲ء۱ لاکھ ڈالر ہو جائے گا۔ پروگراموں میں کیا دکھایا جائے اور کس وقت نشر کیے جائیں، ان معاملات کا فیصلہ ایک آزاد بورڈ کرے گا جس میں مختلف مسیحی کلیسیاؤں کے نمائندے شامل ہوں گے۔

ایشیا

انڈونیشیا: مسلمان گورنر کی طرف سے بین المذاہب مکالمے کی دعوت

انڈونیشیا کے سرکاری اعداد و شمار کے مطابق صوبہ "مغربی کلیمنتان" کی ۳۲ لاکھ آبادی میں مسلمان ۵۶ء۳ فیصد ہیں۔ باقی ۴۳ء۷ فیصد آبادی میں مسیحی سب سے زیادہ ہیں (۳۰ء۱ فیصد)۔ اِن میں کیتھولک کل آبادی کا ۱۹ء۱ فیصد اور پروٹسٹنٹ ۱۱ فیصد ہیں۔ ہندوؤں اور بدھ مت کے پیروکاروں

کی آبادی ۵ء۹ فیصد ہے۔ کچھ عرصے سے اس صوبے میں مسیحیوں اور مسلمانوں کے درمیان شدید تناؤ کی کیفیت ہے۔ اس تناظر میں صوبے کے مسلمان گورنر کو ایک مسلمان رہنما نے مشورہ دیا کہ بین المذاہب مکالمے کو فروغ دیا جائے۔ گورنر نے تجویز سے اتفاق کیا اور ۲۴ ستمبر ۱۹۹۶ء کو مختلف مذاہب کے رہنماؤں کے درمیان مکالمے کا آغاز ہوا۔ گورنر نے افتتاحی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مذہبی رہنماؤں سے اپیل کی کہ وہ اپنی اپنی برادریوں کو ٹکراؤ سے اجتناب کا مشورہ دیں۔

مسلم۔ مسیحی اختلافات کی خلیج کچھ عرصے سے اس قدر وسیع ہو گئی تھی کہ دسمبر ۱۹۹۵ء میں ایک پروٹسٹنٹ چرچ کو آگ لگا دی گئی تھی۔ اسی طرح مسلمان رہنماؤں نے ایک کیتھولک پادری جیکوبس ایبی لینس پر اسلام مخالف پمفلٹ تقسیم کرنے اور مسلمانوں کو حلقۂ مسیحیت میں داخل کرنے کا الزام لگایا ہے۔ جیکوبس ایبی لینس اور دوسرے پادریوں کی ایسی جارحانہ سرگرمیوں سے مسلم۔ مسیحی تعلقات خراب سے خراب تر ہو گئے۔

مسلمان گورنر کی جانب سے مکالمہ کی دعوت پر تمام مذاہب کے رہنما مل بیٹھے ہیں اور انہوں نے مکالمہ جاری رکھنے کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ کیپوچین برادری کے پادری (جو صوبائی دارالحکومت پون ٹیانک کے ڈایوسیس کے سربراہ ہیں) نے کہا ہے کہ وہ گورنر کی کوششوں کی تائید کرتے ہیں۔ اسی طرح مسلمان رہنما محمد شعیب نے کہا کہ مکالمے سے دینی رہنماؤں کو حالات کے سمجھنے میں مدد ملی ہے اور دوسروں کے مذاہب کے بارے میں مثبت رویّہ اختیار کرنے میں اس سے سہولت ہو گی۔

پاکستان: "ہمارے بچے دوسری شادی کے لیے مسلمان ہو جاتے ہیں۔" —— مسیحی رہنماؤں کا مؤقف

[کچھ عرصہ پہلے چند مسیحی رہنماؤں نے روزنامہ "پاکستان" (لاہور) سے شادی بیاہ کے مسائل پر گفتگو کی تھی جو بعد ازاں پندرہ روزہ "شاداب" (لاہور) کے کالموں میں نقل کی گئی۔ ذیل میں یہ گفتگو معاصرین مذکور کے شکریے سے نقل کی جاتی ہے۔ مدیر]

مسیحی لڑکی شادی کے لیے والدین کی مرضی کی پابند ہے۔ اس امر کا اظہار مختلف مسیحی رہنماؤں نے "پاکستان" سے گفتگو کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ لڑکی والدین کی مرضی پر نہیں چلتی تو وہ مجرم ہے۔ یونس مسیح، چودھری دانیال مسیح، مسندر مسیح نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ دس بارہ برس قبل شادی سے ایک ماہ پہلے چرچ میں پوسٹر لگ جاتے تھے اور اعلان ہوتا تھا کہ فلاں لڑکی کا فلاں